QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

”سوانح عمری حضرت محمد صاحب بانی اسلام“ از شردھے پرکاش دیو کا منہج واسلوب: ایک تجزیاتی مطالعہ

Methodology and Style of 'Biography of Hazrat Muhammad Sahib, Founder of Islam' by Shradhe Parkash Dev: An Analytical Study

Javeria Nazar
M.Phil Scholar, Dept. of Islamic Studies, The Women University Multan.
Email: javerianazar205@gmail.com

Dr. Sumera Safdar
Lecturer, Dept. of Islamic Studies, The Women University Multan.
Email: samwasim92@gmail.com

The life of the Holy Prophet Muhammad ﷺ has been a subject of continuous study and admiration since the advent of Islam. Both Muslim and non-Muslim biographers have written extensively about him, recognizing his unparalleled significance. Among the non-Muslim contributors, authors from the Indian subcontinent, particularly Hindu writers, have shown respect and devotion in their works. A notable example is Shradhe Parkash Dev's Biography of Hazrat Muhammad Sahib, Founder of Islam (1907), which provides a balanced and insightful account of the Prophet's life. Dev's vivid narrative covers pre-Islamic Arabia and the Prophet's ancestry, offering an engaging discussion of his life while refuting common misconceptions. The use of both Hindi and Urdu languages enhances the uniqueness of the work, marking it as a significant contribution to early 20th-century biographical literature.

Keywords: Holy Prophet ﷺ, Shradhe Parkash Dev, Muslim and non-Muslim biographers, biography, early 20th-century.

DOAJ OPEN GLOBAL TRUSTED
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor Academic Scientific Journals
اشاریہ اردو جرائد
Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

تمہید:

اس حقیقت سے انکار نا ممکن ہے کہ حضرت محمد ﷺ قیامت تک تمام انسانیت کے لئے ایک کامل ترین نمونہ ہیں۔ اللہ عزو جل کے بعد حضرت محمد ﷺ ہی وہ ہستی ہے کہ جن کی حیات تمام انسانیت کیلیے مکمل رہنمائی کا سامان رکھتی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی بعثت کو بشر انسانی کیلیے اللہ کی طرف سے احسان عظیم قرار دیا گیا ہے۔ حیاتِ محمدی ﷺ اور پیغام محمدی ﷺ دونوں کو محفوظ و مامون قرار دیا گیا

ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پر بے بہا کتبِ سیرت تصنیف کی گئی ہیں۔ تمام کتب اپنا اپنا مقام اور مرتبہ رکھتی ہیں۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پر کام صدیوں سے جاری و ساری ہے اور آج بیسویں صدی میں بھی اس پر لکھا جارہا ہے اور لکھا جاتا رہے گا۔ سیرتِ رسول پاک ﷺ کی جامعیت، ہمہ گیریت اور وسعت اتنی زیادہ ہے کہ کوئی بھی مسلمان ہو یا غیر مسلم کماحقہ سیرت نگاری کا مکمل احاطہ کرنے سے قاصر رہا ہے۔

جس طرح اسلامی علوم و فنون پر یورپ مصنفین بلخصوص مستشرقین مصنفین کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا اسی طرح ہمارے ملک ہندوستان کے ہندو مصنفین نے بھی اس کام میں حصہ لیا اور اپنالوہا منوایا اور اس کام کو بھرپور توجہ سے سرانجام دیا، اور اسلامی علم وفن کے مختلف شعبوں میں لکھنے کا کام جاری رکھا۔ البتہ یہ معیار کی اس سطح تک نہ پہنچ سکے جس حد تک یورپی مصنفین (مستشرقین) پہنچے اور علمی تاریخ کا بے پایاں حصہ بن گئے۔

بیسویں صدی کے نصف اول میں مسلمانوں کے مذہب اور پیغمبرِ اسلام حضرت محمد ﷺ کے متعلق بہت شکوک و شبہات اور غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں ہندو مصنفین نے سوچا کہ کیوں نہ ان غلط فہمیوں کو ایسے انداز میں رفع کیا جائے جس سے مسلمانوں اور ہندوؤں کو صحیح معلومات اور اطلاعات کا عنصر غالب ہو، جس کا مواد تاریخی سچائی رکھتا ہو۔ اس کام کو سرانجام دینے والوں میں مصنف "شر دھے پرکاش دیو" کا نام بھی آتا ہے جنہوں نے بے تعصبانہ انداز میں نبی کریم ﷺ کی سوانح کے متعلق "سوانح عمری حضرت محمد صاحب بانی اسلام" کے نام سے کتاب لکھی جو قابلِ ستائش ہے۔ مقدس الفاظ کے چناؤ اور عقیدت میں ڈوبی ہوئی تحریر میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہے۔ سیرت رسول ﷺ پر یہ پہلی کتاب ہے جو غیر جانبدارانہ انداز میں لکھی گئی ہے اس میں نبی کریم ﷺ پر لگائے گئے اعتراضات کا رد بھی مصنف نے کیا ہے جو غیر مسلم مصنف نبی کریم ﷺ پر لگاتے ہیں۔

شر دھے پرکاش دیو کا تعارف:

شر دھے پرکاش دیو لاہور میں براہمہ دھرم کے پرچارک تھے۔ موحدین کی یہ مذہبی تنظیم لٹریچر کے ذریعے اپنا پیغام ملک کے طول و عرض ہر کونے میں پہنچاتی تھی۔ مصنف کی کتاب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کے آخر میں جو اشتہار شامل کیے گئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ شر دھے پرکاش دیو جی تقریباً ڈیڑھ درجن چھوٹی بڑی کتب اور رسائل کے مصنف اور مترجم تھے، لیکن ان کی یہ تمام کتب اور رسائل ان کے اختیار کردہ دھرم کی توسیع اور اشاعت کے دائرے میں تھیں۔ اس کے علاوہ وہ "برمھ پرچارک" کے نام سے ۱۶ صفحات پر مشتمل ایک پندرہ روزہ اخبار بھی نکالتے تھے۔[1]

طبع اول کے دیباچے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لاہور میں کوئی برمھ مندر تھا جہاں سے اس تنظیم کے سارے کام انجام پاتے تھے اس کے سوا مصنف کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ انہوں نے اپنے مذہب کو پھیلانے کیلئے اردو زبان کا استعمال کیا ہے اور اپنی مذہبی کتب کے ترجموں سے اردو کا دامن مالا مال کیا ہے۔ مصنف نے بہت سی کتب اور رسائل لکھے ہیں جو درج ذیل ہیں:

[1] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam (Lāhaur: Narain Dat Sahgal and Sons, 1st Edition, 1907), p. 7.

مصنف کی تصانیف:

مصنف کی تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ سوانح عمری حضرت محمد صاحب بانی اسلام ۲۔ مہاراجہ اشوک اور اسکے فرامین ۳۔ سوانح عمری بدھ دیو جی ۴۔ حضرت محمد صلعم ۵۔ گھر کی باتیں

مصنف کے رسائل:

مصنف کے رسائل درج ذیل ہیں:

۱۔ مفید اور نصیحت آموز کہانیاں ۲۔ بالکوں کے رامائین ۳۔ دلکش کہانیاں ۴۔ رام بن باس ۵۔ مشاہیر ہند ۶۔ پارس ۷۔ ہونہار ۸۔ ڈاکٹر آئر کا مشورہ۔ یہ سب رسالے بچوں کیلئے لکھے گئے ہیں اس میں سبق آموز کہانیاں اور نصیحتیں ہیں۔[2]

سوانح عمری حضرت محمد صاحب بانی اسلام:

سیرت طیبہ سے متعلق مسلمان سیرت نگاروں کی تحریریں تو موضوعِ بحث بنتی رہی ہیں اور وقتاً فوقتاً تحقیق ہوتی رہی ہے لیکن اگر اس مخالف سمت میں دیکھا جائے تو غیر مسلم سیرت نگار پر توجہ کم دی گئی ہے۔ مستشرقین کی کتب پر تو وقتاً فوقتاً تحقیقی کام ہوتے رہے ہیں۔ لیکن ہندوستان کے ہندو سیرت نگاروں پر تحقیقی کام نہ ہونے کے مترادف ہے۔ ذیل میں ہم شردھے پرکاش دیو کی کتاب "سوانح عمری حضرت محمد ﷺ صاحب بانی اسلام" کا تعارفی اور موضوعاتی جائزہ لیں گے۔[3]

شردھے پرکاش دیو کی یہ کتاب نبی کریم ﷺ کی زندگی پر ایک عمدہ کتاب ہے جس میں انہوں نے نبی کریم ﷺ کی سیرت پر بغیر احادیث و حوالہ جات نبی کریم ﷺ کی سوانح پر خاطر خواہ بحث کی ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے عربوں کے اسلام سے قبل حالات، نبی کریم ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی کو نثری انداز میں تحریر کیا ہے یہ کتاب ۱۳۴ صفحات اور سات ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۰۷ء میں لاہور سے چھپ کر شائع ہوئی۔[4]

وجہ تصنیف:

"سوانح عمری حضرت محمد صاحب بانی اسلام" کی وجہ تصنیف مصنف دیباچہ میں یہ بتاتے ہیں کہ:

"ہماری خواہش ہے کہ اپنے ملک کے لوگوں کو ہر ملک اور ہر مذہب کے بزرگ اشخاص کی زندگی کے حالات سے واقف کیا جائے اس لئے ہم پر محمد ﷺ صاحب کی سوانح عمری کا لکھنا فرض تھا۔"[5]

"ایسے بہت کم لوگ ہیں جو ان کی اعلیٰ زندگی کے حالات سے واقف ہیں، ہم کو ایسے سینکڑوں ہزاروں لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن اگر ان سے محمد ﷺ کی سیرت کے متعلق پوچھا جائے تو منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں، حالانکہ وہی لوگ جان عالم اور بے نظیر کے افسانے ازبر سنا سکتے ہیں۔"[6]

---

[2] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, pp. 142-143.

[3] Ḥāfiẓ Gulām Yāsīn Faiẓī, A Research Study of Shradhe Prakāsh Dev and His Work Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib the Founder of Islam (2024), vol. 7, p. 297.

[4] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, pp. 6-7.

[5] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, p. 8.

ایڈیشن:

اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اور یہ ہندوستان کے تمام مذاہب میں خاصی مقبول ہوئی، اس مقبولیت کی وجہ مصنف کا عقیدت مندانہ نقطہ نظر تھا، جو اس دور میں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور تھا۔

"سوانح عمری حضرت محمد ﷺ صاحب بانی اسلام "کتاب پہلی مرتبہ لاہور سے ۱۹۰۷ء میں چھپ کر شائع ہوئی۔ طبع دوم ۱۹۰۸ء میں رفاہ عام سٹیم پریس لاہور سے شائع کی گئی۔ طبع سوم ۱۹۱۳ء میں نول کشور پرنٹنگ ورکس لاہور سے ۱۳۶ صفحات پر چھپ کر شائع ہوئی۔ طبع سوم کی تین ہزار کاپیاں چھاپی گئیں۔ طبع چہارم ۱۹۲۳ء میں چھپ کر شائع ہوا۔"[7]

مصنف کی کتاب کا عنوان "سوانح عمری حضرت محمد صاحب بانی اسلام" قابلِ تحسین ہے جس میں جامعیت پائی جاتی ہے۔ عنوان کو دیکھتے ہی قاری کے لئے یہ سمجھنا آسان ہو جاتا ہے یہ کتاب کس نوعیت اور فن کی ہے جس سے کئی ابہام اور خیالات دور ہو جاتے ہیں۔ آیا کہ مصنف متعصب ہے یا حقیقت پسند ہے۔ جس دور میں یہ کتاب لکھی گئی وہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان سخت مذہبی کشاکش کا دور تھا یہ کشمکش عیسائی مشنریز (حرکت عمل ۱۸۲۳ء)، آریہ سماج تحریک (قیام ۱۸۷۵ء)، اکھل بھارتیہ ہندو مہاسبھا (قیام ۱۹۲۵ء) کا ثمرہ تھی۔ جس کے زیرِ اثر گستاخانہ آمیز کتب ورسائل لکھ کر اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف محاذ آرائی کا دروازہ کھول دیا گیا تھا۔ بعد میں مناظراتی صورت اختیار کر لی گئی۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی تھی مذہبی یکجہتی کے حصول کیلئے دوسرے مذاہب پر فراخ دلی سے لکھا جائے اور ان کی اچھی تعلیمات کا کھل کر اعتراف کیا جائے، ہندو مسلم منافرت کے سیلاب پر بند باندھا جائے اور قدیم تہذیب کو پھر سے اُجاگر کیا جائے۔ اسی معاشرے میں رہتے ہوئے ایک ہندو مصنف ہونے کے باوجود شر دھے پرکاش دیو کی کتاب منظرِ عام پر آتی ہے جو بعینہ اسی طرح تحریر کی جاتی ہے جس طرح ایک مسلم مؤرخ اور عاشقِ رسول تحریر کرتا ہے۔ مقدس الفاظ کے چناؤ اور عقیدت میں ڈوبی ہوئی تحریر میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہے۔ سیرت رسول ﷺ پر یہ پہلی کتاب ہے جو غیر جانبدارانہ انداز میں لکھی گئی ہے اس میں نبی کریم ﷺ پر لگائے گئے اعتراضات کا رد بھی مصنف نے کیا ہے جو غیر مسلم مصنف نبی کریم ﷺ پر لگاتے ہیں۔

شر دھے پرکاش دیو کی تصنیف کے مأخذ و مصادر:

مصنف کی کتاب میں قرآن مجید اور احادیث کے حوالے ملتے ہیں لیکن نامکمل۔ قرآن مجید کی آیات اور احادیث کو عربی متن میں دینے کی بجائے اردو اور انگریزی ترجمہ دینے پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ مصنف نے اسلامی کتب اور مؤرخین کی وضاحت نہیں کی۔ مصنف نے جب کسی واقعہ کو بیان کرنا چاہا تو درج ذیل انداز اپنایا:

"قرآن مجید میں یوں ہے۔ حدیث کی کتابوں میں یہ بات درج ہے۔ مسلمانوں کی کتابوں میں لکھا ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ ایک مؤرخ نے لکھا ہے۔"

ان سب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف اسلامی مأخذ سے ناواقف ہے اور عربی زبان سے ناآشنا۔ اس لئے ثانوی ذرائع اور وسائل پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ مصنف کی کتاب میں کافی عبارات مغربی مصنفین (مستشرقین) کی کتب سے لی گئی ہیں اور اس بات کا ذکر مصنف نے

---

[6] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, pp. 6-7.

[7] Dr. Anwār Maḥmūd Khālid, Sīrat Rasūl in Urdu Prose (Lāhaur: Iqbāl Academy, 1st Edition: 1989), p. 471.

اپنی کتاب کے دیباچہ میں کیا ہے۔ مصنف لکھتے ہیں کہ انگریزی سے ناواقفیت کی بناء پر میری مدد ایک انگریز دوست نے کی جنھوں نے انگریزی کتب کا ترجمہ کر کے دیا تاہم اس دوست کا نام ذکر نہیں کیا۔

شردھے پرکاش دیو کی تصنیف کا منہج واسلوب:

کتاب" سوانح عمری حضرت محمد صاحب بانی اسلام" میں مصنف شردھے پرکاش دیو کتاب کی ابتداء دیباچہ سے کرتے ہیں۔ دیباچہ طبع اول تقریباً چھے صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں کتاب لکھنے اور پیش کرنے کی غرض وغایت بیان کی گئی ہے۔ سیرت رسول ﷺ پر یہ پہلی کتاب ہے جو غیر جانبدارانہ انداز میں لکھی گئی ہے اس کتاب میں نہ صرف نبی کریم ﷺ کی سیرت کو بیان کیا گیا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان اعتراضات کا بھی جواب دیا گیا ہے جو آنحضرت ﷺ کی ذاتِ گرامی پر غیر مسلم مصنفین لگاتے ہیں۔

کتاب کی زبان سادہ، بیان موزوں اور پیش کش دلآویز ہے۔ سیرت کے واقعات کے سہارے کتاب ابتداء سے اختتام تک آگے پڑھتی جاتی ہے اور قاری کو کہیں بھی عظمتِ رسول کا دائرہ تنگ اور محدود محسوس نہیں ہوتا ہے۔ مصنف متعلقہ موضوع کے متعلق تمام تر تفصیلات بڑے جامع، مدلل اور نہایت خوبصورت انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اس قدر واقعات کو طول نہیں دیتے کہ پڑھنے والا اکتا جائے اور نہ اس قدر مختصر کہ تشنگی باقی نہ رہے۔

"حضور ﷺ کے نام کے ساتھ صرف لفظ "صاحب" کو کافی نہیں سمجھا گیا بلکہ بلعموم آپ ﷺ کے نام کے ساتھ آغاز میں آنحضرت اور بعد میں "صلعم" لکھا ہے۔ کتاب عام فہم ہے، چھوٹے چھوٹے جملوں سے بات کو مکمل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جہاں جہاں Commas(،) کی ضرورت پڑی استعمال کیے گئے ہیں۔ جہاں بات مکمل ہوئی وہاں Dash(۔) کا استعمال کیا گیا ہے۔ ترسیل مفہوم کے لئے نہ صرف عبارت کی سادگی، مضمون کی دلآویزی بلکہ رموزِ اوقاف کا خیال رکھا گیا ہے۔ ہجری تاریخوں کی عیسوی سے تطبیق کی گئی ہے۔ آیات کو Inverted Commas ("") میں تحریر کیا گیا ہے۔"

نبی کریم ﷺ کے نام کے ساتھ لفظ "صاحب" کا استعمال:

- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طبع اول، طبع دوم اور سوم کی اشاعت کے بعد مسلمانوں کی جانب سے یہ اعتراض کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کے نام کے ساتھ لفظ **"صاحب"** کا استعمال درست نہیں۔ اس شک کو دور کرنے کیلئے ضلع سیالکوٹ کے محمد اعظم کی دو صفحے کی تحریر طبع چہارم کے آغاز میں شامل کی گئی ہے۔ جس میں لغات عربی، قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور آثار وغیرہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے نام کے ساتھ لفظ **"صاحب"** کا استعمال کرنا درست ہے۔
- شردھے پرکاش دیو نے یہ لکھا ہے کہ شاہ اسماعیل شہید کی کتاب **"تقویۃ الایمان"** اور ڈپٹی نظیر احمد کے **"ترجمۃ القرآن"** میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا یہ اعتراض باطل ہے۔ اسی طرح شردے پرکاش دیو نے مولانا راشد کاندھلوی سے فون پر اس سے متعلق سوال کیا، انہوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ لفظ **"صاحب"** زمانہ قدیم میں احترام کے کل معانی اور عظمت پر محیط تھا۔ حضرت مولانا شاہ عبد القادر دہلوی نے اپنے ترجمہ قرآن میں خدا کے نام کے ساتھ لفظ صاحب (اللہ صاحب) استعمال کیا ہے۔[8]

---

[8] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, p. 4.

مصنف کی کتاب "سوانح عُمری حضرت محمد صاحب بانیِ اِسلام" کی خوبیاں:

اہلِ عرب کے رسم ورواج:

مصنف اپنی کتاب کا آغاز اہلِ عرب کے رسم ورواج سے کرتے ہیں کہ بعد ازاں مصنف کلیدی الفاظ کے موافق اپنی تحریر کا آغاز کرتے ہیں اہلِ عرب زمانہ قدیم سے ہی آزادی، جوانمردی،، مہمان نوازی، شجاعت، فصاحت میں مشہور تھے۔ ان اوصاف کا ذکر کرنے کے بعد ان کی بری رسوم کا ذکر کرتا ہے مصنف لکھتا ہے کہ ان میں فسق وفجور، رہزنی، قزاقی، شراب خوری، ذرا ذرا سی بات پہ کافی مدتوں تک جھگڑے چلتے تھے، معصوم سی لڑکیوں کو زندہ در گر کرتے تھے، مرد جس قدر چاہے عورتیں رکھ سکتا تھا اور جب چاہے چھوڑ سکتا تھا، حسد ،بغض حد درجہ تک پایا جاتا تھا مصنف لکھتے ہیں کہ:

"اہل عرب زمانہ قدیم سے لے کر آج تک اپنی آزادی ،جوانمردی ، مہمان نوازی ،شجاعت ،فصاحت وغیرہ اوصاف کے سبب سے مشہور ہیں۔ مگر باوجود ان عمدہ اوصاف کے اس وقت ان میں بہت سی بدرسوم بھی مروج تھیں۔ چنانچہ فسق و مجھ۔ رہزنی - قزاقی وغیرہ اس درجہ تک بڑھی ہوئی تھیں کہ ان کے حالات پڑھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں شراب خوری کی یہ کثرت تھی کہ بچّہنے دُودھ چھوڑا اور شراب پینا شروع کی۔ انسان کی جان کا تلفت کرنا ان کے لئے کچھ بڑی بات نہ تھی ذرا ذرا سی باتوں پر ایسے ایسے جھگڑے اور فساد برپا ہوتے تھے کہ صدیوں تک نہ مٹتے تھے۔ معصوم لڑکیوں کو اس خوف سے زندہ در گور کیا کرتے تھے۔ کہ مبادا ہم کسی کے سسر کہلائیں۔ کثرت ازدواج کے مروج ہونے کے باعث عورتوں کی حالت بہت خراب تھی۔ مرد جس قدر عورتیں چاہتا تھا کر لیتا تھا۔ اور جس کو جب چاہتا تھا۔ بلا گذر چھوڑ دیتا۔ کینہ۔ حسد اور بغض اہل عرب میں اس قدر تھا کہ وہاں کے جانور بھی ان بد خصائل میں ضرب المثل ہو گئے۔[9]

حضرت محمد ﷺ کا حسب ونسب اور ایامِ طفولیت:

مصنف نبی کریم ﷺ کا حسب و نسب بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قبیلہ قریش کی شاخ بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کے دادا ہاشم کو کعبے کا متولی قرار دیتے ہیں اور مکہ کو دشمنوں سے بچایا اسی وجہ سے کعبہ کا متولی ان کا موروثی حق قرار دیتے ہیں مزید لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب پیدا ہوئے تو اس وقت کعبہ کا متولی عبد المطلب تھے۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی شادی کا ذکر کرتے ہیں ،اور ان کی وفات کا ذکر کرتے ہیں ، نبی کریم ﷺ کی پیدائش کا ذکر کرتے ہیں ، حضرت عبد المطلب آپ ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور اس کے بعد سات دن کے بعد عقیقہ کی دعوت رکھتے ہیں ان سب کو مختصر ، جامع اور خوبصورت انداز میں اس واقع کو سمیٹتے ہیں اور آپ ﷺ کے دو اسماء گرامی کا ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عبد المطلب نے آپ ﷺ کا نام "محمد" رکھا اور حضرت آمنہؓ نے آپ ﷺ کا نام "احمد" رکھا۔

قریبی رشتہ دار جانی دشمن:

مصنف تحریر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے قریبی رشتہ داروں میں ان کے سگے چچا ابو لہب اور ان کی چچی ان کے جانی دشمن بن گئے ان کی چچی نبی کریم ﷺ کے راستے میں کوڑا کرکٹ اور کانٹے بچھاتی تھی کہ اس سے آپ ﷺ کو تکلیف ہو اور مختلف قسم کی اذیتیں دیتی تھی مصنف لکھتے ہیں:

---

[9] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, pp. 11-12.

”عزیزوں کا بھی لہو سفید ہو گیا۔ سگا چچا ابو لہب جانی دشمن بن گیا۔ چچی کا یہ حال کہ جنگل کے کانٹے گھر سمیٹ لائی اور جن جن راہوں سے بھتیجا گزرتا وہاں وہ کانٹے بکھیر دیتی۔ محمد صاحب کے پاؤں زخمی ہو جاتے۔“[10]

اس کے بعد مصنف مختصر حضرت عمارؓ پر جو تشدد ہوا اور ان والدہ کا حضرت سمیہؓ کا انتقال جیسے ہوا اس کو تحریر کرتے ہیں۔ مصنف مختصر انداز اور جامع الفاظ کے ساتھ واقعات کو سمیٹتے ہیں۔

مسلمانوں کا طائف کی طرف ہجرت اور نجاشی شاہ کا مسلمانوں کی مدد کرنا:

مصنف مسلمانوں کا طائف کی طرف ہجرت کرنا اور نجاشی شاہ حبشہ کا مسلمانوں کی مدد کرنا اور قریش مکہ کا شاہ حبشہ کے دربار میں جانا اور مسلمانوں کی مدد کرنے سے روکنا ان سب واقعات کو تفصیل سے تحریر کرتے ہیں۔

واقعہ معراج کے متعلق مصنف کی رائے:

واقعہ معراج تحریر کرتے ہیں اور خاص مسئلہ کہ آپ ﷺ کا معراج روحانی تھا یا جسمانی؟ اور کچھ آیات کا حوالہ دے کر آخر میں اپنی رائے لکھتے ہیں کہ یہ ایک خواب تھا۔ اس کے بعد مصنف آپ ﷺ کے ہجرت کے حالات تحریر کرتے ہیں کہ کس طرح آپ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے گئے اور کیا کیا حالات در پیش آئے غارِ ثور میں قیام غارِ ثور میں معجزہ لیکن مصنف اس کا انکار کرتے ہیں کہ یہ درست نہیں۔ مدینہ میں آپ ﷺ کی آمد اور مؤمنین کا آپ ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا، ان سب کو جامع انداز میں خوبصورتی کے ساتھ سمیٹتے ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کا انصار و مہاجرین میں اُنس و محبت قائم کرنا:

مصنف لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ پہنچے تو سب سے پہلے جو کام کیا وہ انصار و مہاجرین میں باہمی اُنس و محبت قائم کیا۔

مصنف لکھتے ہیں کہ:

آپ ﷺ نے انصار کو جمع کر کے انہیں نہایت موثر وعظ کیا۔ اس کا ایسا اثر ان پر ہوا کہ وہ مہاجرین کو اپنے بھائیوں کی طرح سمجھنے اور ان سے دلی برادرانہ ہمدری رکھنے لگے۔ اور ان کی تکلیفات کے رفع کرنے میں پوری سعی اور جانفشانی کی۔[11]

مصنف کی کتاب ”سوانح عُمری حضرت محمد صاحب بانیِ اِسلام“ کی خامیاں:

ا۔ میلہ عکاظ ہی حج میں تبدیل:

میلہ عکاظ ہی حج میں تبدیل ہو گیا۔

شر دھے پرکاش دیو میلہ عکاظ اور حج کے متعلق لکھتے ہیں:

”عرب کے خاص خاص مقامات پر ہر سال بڑی دھوم دھام سے میلے ہوا کرتے تھے۔ وہاں ملک سے ہر علاقے کے لوگ جمع ہوتے جو انمردی کے کرتب دکھاتے، شعر و شاعری اور قادر الکلامی کے مقابلے ہوتے۔ نیزہ بازی، تلوار زنی، قصیدے، غزلیں اور مرثیوں کا بھی مسابقہ ہوتا تھا۔ جو بعد میں اصلاح پا کر حج کے نام سے مشہور ہوا ہے۔“[12]

---

[10] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, p. 36.

[11] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, p. 62.

امام حلبی کا مؤقف:

سیرت کی کسی کتاب میں ایسی بات نہیں۔ امام حلبی لکھتے ہیں کہ حج خاص طور پر اسلامی تہوار ہے جس کی فرضیت کی نصوص قرآن مجید میں موجود ہیں اور احادیث نبویہ میں آپ کے عمل سے حج ثابت ہے۔ جو 09 ذوالحجہ کو ادا کیا جاتا ہے۔[13]

۲۔ قبیلہ بنو سعد کے لوگ فصاحت و بلاغت میں اجڑ گنوار:

مصنف لکھتے ہیں کہ قبیلہ بنو سعد کے لوگ فصاحت و بلاغت میں اجڑ گنوار تھے۔

حضور نبی کریم نے تقریبا 04 سال قبیلہ بنو سعد میں گزارے تاکہ وہاں فصیح و بلیغ زبان سیکھ سکیں اس کے متعلق مصنف لکھتے ہیں :

"قبیلہ بنو سعد کے لوگ شہر سے دور دیہات میں رہنے والے فصاحت زبان کے لحاظ سے اجڈ اور گنوار تھے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو اس بات رنج کیوں نہ ہوا ہو گا کہ اس کے بچے کے کان سب سے پہلے گنواری زبان سے مانوس و آشنا ہوں۔"[14]

امام قسطلانی کا مؤقف:

مصنف نے صرف بہتان درازی سے کام لیا ہے۔ امام قسطلانی نے قبیلہ بنو سعد کے لوگوں کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ فصاحت و بلاغت اور زبان دانی کے لحاظ سے اعلیٰ لوگ تھے۔ وہ زمانہ جس میں حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے، تہذیبیں دم توڑ رہی تھیں۔ مگر زبان دانی، فصاحت و بلاغت، شعر و شاعری اور نثری قادر الکلامی میں بنو سعد کا الگ مقام تھا۔ صرف خالص زبان سیکھنے کی غرض سے ان لوگوں کے پاس امراء کے بچے پرورش پاتے تھے۔[15]

۳۔ آنحضور ﷺ آٹھ برس کی عمر میں ہی پہاڑوں اور بیابانوں میں:

مصنف لکھتے ہیں کہ "آپ ﷺ آٹھ برس کی عمر میں ہی پہاڑوں اور بیابانوں میں اکیلے پھرا کرتے تھے اور صحیفہ فطرت کا سبق پڑھتے تھے اسی عمر میں ہی غارِ حرا میں جا کر اپنے وقت کا ایک بہت سا حصہ صرف کرتے تھے۔"[16]

اسلامی مصادرِ سیرت میں نبی کریم ﷺ کی غارِ حرا میں خلوت نشینی:

خلوت نشینی کے متعلق آٹھ سال والی روایت کہیں موجود نہیں۔ مختلف کتب سیرت میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم نے 25 سال کی عمر میں غارِ حرا میں خلوت نشینی اختیار فرمائی، کئی کئی راتیں عبادت و ریاضت کی غرض سے وہاں گزارتے، یہ سلسلہ 40 سال کی عمر مبارک تک چلتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ پر پہلی وحی بھی جبریل امین کے ذریعے غارِ حرا میں نازل فرمائی۔[17]

---

[12] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, pp. 14.

[13] ʻAlī bin Burhānuddīn Ḥalabī, Sīrah Ḥalabiyyah, Tr. Mūlānā Muḥammad Aslam Qāsmī (Karāchī: Urdu Bāzār, 1999), vol. 1, p. 516.

[14] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, p. 10.

[15] Abū al-ʻAbbās Aḥmad bin Muḥammad al-Qasṭalānī, al-Mawāhib al-Ladunniyah bi-l-Minh al-Muḥammadiyah (Bayrūt: al-Maktab al-Islāmī, 1991), vol. 2, p. 351.

[16] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, p. 22.

۴۔ بیت اللہ کا منہدم ہونا:

مصنف اپنی تحریر میں خانہ کعبہ کو آگ لگ جانے کا تذکرہ کرتے ہیں کہ "کعبہ میں آگ لگ جانے سے وہ معبد جو حضرت ابراھیم علیہ السلام نے بنایا تھا گر گیا تھا، اب اہلِ عرب مکہ نے اس کو از سر نو تعمیر کرنا چاہا۔"[18]

اسلامی مصادرِ سیرت میں بیت اللہ کی از سر نو تعمیر:

سیرت کی کتب کا یا دوسرے بنیادی مأخذ مطالعہ کیا جائے تو اس کی کوئی حقیقت نہیں ملتی۔ بعض کے نزدیک دیواریں چھوٹی ہونے اور بیت اللہ کی چھت نہ ہونے کے باعث حرم میں رکھے گئے مال و جواہرات کی چوری ہو گئی جس کے باعث تعمیرِ نو کروائی گئی یا عمارت خستگی کا شکار ہو چکی تھی جس کی بناء پر دوبارہ تعمیر کروائی گئی۔[19] [20]

عمارت کعبہ صرف قد انسانی سے تھوڑی سی بلند تھی اور چھت بھی نہیں تھی اس کے علاوہ عمارت نشیبی ہونے کے باعث گردونواح کا پانی مطاف میں جمع ہو جاتا تھا۔ اسکا سدِباب کرنے کے لئے بالائی حصے پر بند باندھ دیا گیا۔ لیکن بند ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا اور عمارت کو کافی نقصان پہنچا لہٰذا یہ فیصلہ ٹھہرا کہ کعبہ کی عمارت از سر نو تعمیر کی جائے۔[21]

۵۔ قریش کا حضرت ابو طالب سے حضور ﷺ کو اسلام کی تبلیغ روکنے سے والی روایت کا غلط ترجمہ:

مصنف نے قریش کا حضرت ابو طالب سے پیغمبر اسلام کو اسلام کی تبلیغ سے روکنے والی روایت کا غلط ترجمہ کیا ہے۔

مصنف اس روایت کو یوں لکھتے ہیں:

"جب پیغمبر اسلام ﷺ نے علی الاعلان تبلیغ کا آغاز کیا تو کفار مکہ حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور آکر کہا: ہمیں آپ کا لحاظ ہے ورنہ ہم اس بے عقل، بے دین اور دیوانے کو ابھی جان سے مار ڈالتے۔ اگر آپ ان کی حمایت کرتے ہیں تو آؤ پھر لڑ کر فیصلہ کریں۔ ابو طالب نے ان کو ٹال دیا۔ مگر اپنے بھتیجے محمد ﷺ کو بلا کر کہا: بیٹا اس کام سے باز آ جاؤ۔ حضرت محمد ﷺ نے جب دیکھا کہ میرے چچا میری کوئی مدد نہیں کرنا چاہتے تو آپ ﷺ نے نہایت استقلال سے جواب دیا: دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے مگر جب تک میرے دم میں دم ہے میں اس کام کو نہیں چھوڑوں گا۔"[22]

ابن حزم لکھتے ہیں کہ:

تمام کتب سیر میں قریش کا حضرت ابو طالب کا پیغمبر اسلام ﷺ کو اسلام کی تبلیغ سے روکنے والی روایت بیان ہوئی ہے۔ اس روایت کو ابن حزم کی کتاب جوامع السیر سے لیا ہے۔

---

[17]Abū ʿAbdullāh Muḥammad bin Bakr Ayūb al-Jawzīyah, Zād al-Maʿād (Nizār Muṣṭafā al-Bāz Library, Riyāḍ, 1996, 3rd Edition), p. 9.

[18] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam (Lāhaur: Narain Dat Sahgal and Sons, 1907, 1st Edition), p. 68.

[19] Ibn Hishām, Sīrat al-Nabī (PBUH), Tr. Sayyid Yāsīn Ḥasni Nizāmī Dehlavī (Lāhaur: Institution Islāmiyāt, 1998, 3rd Edition), vol. 1, p. 125.

[20] Ṣafī-ur-Raḥmān Mubārakpūrī, al-Raḥīq al-Makhtūm (Lāhaur: al-Maktabah al-Salafiyyah, 2006, 3rd Edition), p. 96.

[21] Shiblī Nuʿmānī, Sīrat al-Nabī (PBUH) (Maktabah Islāmiyyah, 2012, 1st Edition), vol. 1, p. 144.

[22] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, p. 33.

"جب حضور نبی کریم نے علی الاعلان تبلیغ کا آغاز فرمایا تو کفارِ مکہ حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور آکر کہا: ابو طالب! اپنے بھتیجے سے کہو: اگر آپ مالدار خوبصورت لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں، کعبۃ اللہ کی چابیاں چاہتے ہیں، مال و دولت اور عزت و حشمت کی طلب ہے۔ تو سب کچھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ اس سب کچھ کے عوض دین اسلام کی تبلیغ چھوڑ دو۔ حضرت ابو طالب اپنے بھتیجے محمد کے پاس گئے۔ کفار مکہ کی پیش کش کا بتایا تو حضور نبی نے فرمایا: اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو میں فریضہ رسالت و تبلیغ سے باز نہیں آؤں گا۔"[23]

۶۔ سفر طائف سے واپسی پر حضور ﷺ کا مطعم بن عدی کے ہاں پناہ کیلئے پیغام:

مصنف لکھتے ہیں کہ سفر طائف سے جب آپ ﷺ واپس آئے تو مصنف نے صرف مطعم بن عدی کا ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے صرف اسی کی طرف پناہ کا پیغام بھیجا۔[24]

مولانا ادریس کاندھلوی اپنی سیرت مصطفیٰ ﷺ میں تحریر کرتے ہیں:

مولانا ادریس کاندھلوی اپنی سیرت مصطفیٰ ﷺ میں تحریر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سب سے پہلے اخنس بن شریک کے پاس پناہ کا پیغام بھیجا اس نے انکار کیا اور کہا کہ میں قریش کا حلیف ہوں اس لئے پناہ نہیں دے سکتا، اس کے بعد سہیل بن عمرو کے پاس پیغام بھیجا اس نے بھی انکار کیا اس نے کہا کہ بنو عامر بن کعب کے مقابلے میں پناہ نہیں دے سکتا، بعد ازاں مطعم بن عدی کے پاس پیغام بھیجا اور مطعم نے آپ ﷺ کی فرمائش قبول فرمائی۔[25]

۷۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح:

مصنف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس وقت ان کا نکاح نہیں ہوا تھا بلکہ اس وقت ان کی نسبت منگنی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ سے، مصنف لکھتے ہیں کہ:

"ابو بکر سے زیادہ اس وقت کوئی دوست مخلص نہ تھا۔ انہیں آپ کی تنہائی کا از بس خیال تھا۔ آخر انہوں نے آپ کو اپنی بیٹی عائشہ سے منسوب کیا۔"[26]

امام بخاری کا مؤقف:

صحیح بخاری کی ایک حدیث بیان کی جاتی ہے:

"حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ-------------------------------------- وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ۔"

"مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد (عروہ بن زبیر) نے بیان کیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کو ہجرت سے تین سال پہلے ہو گئی تھی۔ نبی کریم

[23] Ibn Ḥazm, ʿAlī bin Aḥmad bin Saʿīd bin Ḥazm, Jamāʿ al-Sīrah (Faisalābād: Ḍiyā Sunnah, 2007), vol. 1, p. 209.

[24] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, p. 49.

[25] Muḥammad Idrīs Kandhalvī, Sīrat al-Muṣṭafā (PBUH) (Karāchī: Kutb Khānah Maẓharī), vol. 1, p. 273.

[26] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, p. 54.

صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی وفات کے تقریباً دو سال بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی جب رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں۔"[27]

۸۔ معراج النبی ﷺ جسمانی روحانی نہیں بلکہ ایک خواب ہے:

مصنف واقعہ معراج کے متعلق مختلف لوگوں کی آراء کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا ہے کہ کسی نے اسے جسمانی تو کسی نے اسے روحانی کہا ہے آخر میں اپنی رائے یہ دیتے ہیں کہ واقعہ معراج ایک خواب ہے اور اس واقعے کو بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ کیونکہ مصنف معجزات کے قائل نظر نہیں آتے مصنف لکھتے ہیں کہ:

"انہیں ایام میں جب کہ مکہ حضرت کی مخالفت پر تلا ہوا تھا۔ اور ہر شخص انہیں ستاتا اور ان کی ہر بات کو جھٹلاتا تھا۔ آپ پر کشف آلہی کا وہ نورانی واقعہ گزرا۔۔ کوئی کہتا ہے کہ نہیں وہ رویائے روحانی تھا۔ یعنی جو کچھ دیکھا وہ عالم روحانی کا پرتو تھا۔ اور بڑی گہری حقیقت رکھتا تھا۔

"اور جو رؤیا ہم نے تجھے دکھایا تھا وہ تو صرف لوگوں کی سمجھ کے امتحان کی بات تھی۔"

اس آیت میں اس واقعہ کو صاف الفاظ میں رؤیا سے تعبیر کیا گیا ہے۔۔[28]

پیر محمد کرم شاہ الازہری کا موقف:

پیر محمد کرم شاہ الازہری اپنی کتاب ضیاء النبی ﷺ میں واقعہ معراج کے بارے میں تفصیل سے لکھتے ہیں کہ سفر معراج کے متعلق جمہور علماء کا اس بات پر یہی فیصلہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جسم اور روح دونوں کے ساتھ یہ سفر طے کیا۔[29]

قاضی عیاض بن موسی مالکی کا موقف:

قاضی عیاض "الشفاء بتعریف حقوق مصطفیٰ" میں رقمطراز ہیں کہ:

وَذَهَبَ مُعْظَمُ السَّلَفِ وَالْمُسْلِمِينَ إلى أَنَّهُ إِسْرَاء بِالجَسَدِ وفِي الْيَقظَةِ وَهَذَا هُوَ الْحَقُّ

"سلف صالحین اور امت مسلمہ کی غالب اکثریت کی رائے یہ ہے کہ اسراء جسم مبارک کے ساتھ حالت بیداری میں ہوا اور یہی قول حق ہے۔"[30]

۹۔ آنحضور ﷺ کے (نعوذ باللہ) قتل کی خبر:

مصنف ہجرتِ مدینہ کے واقعے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ ارادہ ہجرت فرما چکے تھے اور قریش کے سرداروں نے آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ کو اس قتل کی خبر کسی جانثار خادم نے دی، لکھتے ہیں:

---

[27] Muḥammad bin Ismāʿīl al-Bukhārī, al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ, Kitāb Manāqib al-Anṣār, Bāb Nikāḥ al-Nabī ṣallā Allāhu ʿalayhi wa sallam ʿalā ʿĀʾishah wa Qudūmuhā ilā al-Madīnah, Ḥadīth No. 3896.

[28] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, p. 58.

[29] Muḥammad Karam Shāh al-Azharī, Ḍiyāʾ al-Nabī (PBUH) (Lāhaur: Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, 1420 AH, 4th Edition), vol. 2, p. 481.

[30] Qāḍī ʿIyāḍ bin Mūsā Mālikī, al-Shifāʾ fī Taʿrīf Ḥuqūq al-Muṣṭafā (Tr. Mūlānā Ḥāfiẓ Sayyid Aḥmad ʿAlī Shāh Chishtī, Lāhaur: Farīd Book Stall, 2001, 1st Edition), vol. 2, p. 175.

"جس وقت وہ دروازے سے نکلیں یہیں ان کو ڈھیر کر دیا جائے۔ مگر کسی جاں نثار خادم نے آپ کو وقت پر خبر دی، حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کو بستر پر سے اُٹھایا اور ان کی جگہ آپ لیٹ گئے۔"[31]

ابنِ ہشام کا مؤقف:

سیرت ابنِ ہشام میں ہے کہ یہ خبر آپ ﷺ کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وحی کے ذریعے دی۔[32]

۱۰۔ ہجرت کے موقع پر حضور کا اپنے گھر سے باہر جانے والی روایت میں تحریف:

مصنف نے ہجرت کے موقع پر حضور کا اپنے گھر سے باہر جانے والی روایت میں تحریف کی ہے۔

شر دھے پرکاش دیو لکھتے ہیں کہ "آنحضرت ہجرت کے موقع پر مکان کی پچھلی طرف سے کود کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔"[33]

امام طبری کا مؤقف:

متذکرہ روایت مصنف کی اپنی اختراع کردہ ہے، اس کی کوئی حیثیت نہیں اور نہ ہی کوئی روایت کتب سیرت میں ملتی ہے۔ تاریخ طبری میں ہجرت کے متعلق تمام روایات میں واضح طور پر یہ چیز ملتی ہے کہ آپ اپنے گھر کے دروازے میں سے قریش کی آنکھوں کے سامنے گئے اور کسی کو کچھ پتا نہ چل سکا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ "اللہ نے ان کو اندھا کر دیا آپ ﷺ ان کو نظر نہیں آئے آپ ﷺ اس مٹی کو ان کے سروں پر ڈالتے اور یہ آیات تلاوت فرماتے گئے۔[34]

یٰسٓ ....صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ.

"قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے معمور ہے بلاشبہ تم مرسل ہو اور سیدھے راستے پر ہو۔"[35]

وَ جَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ ....فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

"اور ہم نے ان کے سامنے اور عقب سے ایک دیوار حائل کر دی اور پھر ان کو بند کر دیا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ پاتے تھے۔"[36]

۱۱۔ غارِ ثور میں مکڑی کا جالا اور تیتری کے انڈے دینا یہ واقعہ غلط قرار:

مصنف نے ہجرت کے موقع پر غار ثور کے دہانے پر عنکبوت کا جالا بنانا اور تیتری کے انڈے دینا یہ واقعہ غلط قرار دیا ہے۔

مصنف لکھتے ہیں:

"ہجرت النبی ﷺ کے متعلق جب مسلمانوں کی کتابیں پڑھیں ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہوا ملتا ہے عجب نہیں کہ وہ صحیح ہو جس کو عقل نہیں مانتی، کہتے ہیں کہ جب حضرت محمد ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ غارِ ثور میں تشریف لے گئے تو فوراً غار کے دہانے پر عنکبوت

---

[31] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, pp. 58-59.

[32] Ibn Hishām, Sīrat al-Nabī (PBUH), Tr. Sayyid Yāsīn Ḥasni Nizāmī Dehlavī, p. 321.

[33] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, p. 59.

[34] Abū Ja'far Muḥammad bin Jarīr al-Ṭabarī, Tārīkh al-Umam wa al-Mulūk (Tr. Sayyid Aḥmad Ibrāhīm, Karāchī: Nafees Academy, 2004), vol. 2, p. 103.

[35] Al-Quran , 36:1-4

[36] Al-Quran,36:09

(مکڑی) نے جالا بنادیا اور اور تیتری نے انڈے دے دیے تو کفار مکہ آپ کو تلاش کرتے ہوئے غار کے دہانے پر پہنچے تو یہ سب کچھ دیکھ کر بلا تحقیق واپس پلٹ گئے۔[37]

قرآنِ مجید و حدیث کا مؤقف:

اللہ تبارک و تعالی نے و اللہ یعصمک من الناس [38] کے تحت اپنے محبوب کی معجزانہ طور پر حفاظت فرمائی۔ معجزہ کی تعریف بھی یہی ہے کہ ایسا خارق العادت واقعہ انسانی عقل و فہم جس کا ادراک نہ کر سکے۔ غار ثور میں کتب احادیث و سیر میں مکڑی کا جالا تننے والی روایت اور کبوتری (تیتری) کے گھونسلے والی روایت بھی موجود ہے۔ ذیل میں ان کو پیش کیا جارہا ہے:

تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ....فَمَكَثَ فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ

"قریش نے مکہ میں ایک رات مشورہ کیا، بعض نے کہا جب صبح ہو تو اسے (رسول کریم ﷺ) کو اپنے قابو میں لے لو، بعض نے کہا نہیں بلکہ قتل کر دو، بعض نے کہا نہیں اسے یہاں سے نکال باہر کرو (وطن بدر کر دو)۔ ان کے اس مشورے کی اطلاع اللہ عز و جل نے اپنے نبی کریم ﷺ کو دے دی۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول ﷺ کے بستر پر رات بسر کی۔ اور رسول اللہ گھر سے باہر آئے۔ حتی کہ غار میں جا پہنچے۔ اور مشرکین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا پہرہ دیتے رہے وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ بستر پر نبی کریم ﷺ ہیں۔ جب صبح ہوئی تو وہ ان پر لپک پڑے لیکن جب انھوں نے (وہاں رسول ﷺ کے بجائے) حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا، اللہ تعالی نے ان کی تدبیر ناکام کر دی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ آپ کا ساتھی محمد ﷺ کہاں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں، پھر (مشرکین) آپ کے قدموں کے نشانات ڈھونڈتے ہوئے چل دیئے، جب پہاڑ تک پہنچے تو نشانات گڈ مڈ ہو گئے۔ پھر وہ لوگ پہاڑ پر چڑھے۔ جب غار کے پاس سے گزرے تو غار کے دروازہ پر مکڑی کا جالا دیکھا۔ کہنے لگے اگر وہ اس غار میں داخل ہوئے ہوتے تو اس کے دہانے پر یہ جالا نہ ہوتا۔ (لہذا وہ واپس چلے گئے) پھر آپ اس غار میں تین راتیں قیام فرمایا۔"[39]

۱۲۔ حضور ﷺ کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تاریخ میں غلط بیانی:

مصنف لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ ۱۶ ربیع الاول بروز جمعہ بمطابق ۶ جولائی ۶۲۲ء مدینہ میں داخل ہوئے۔[40]

صفی الرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں:

جب تاریخ اور سیرت کی کتب کے اوراق پلٹ کر دیکھا جائے تو حقیقت اس کے برعکس ہے۔ صفی الرحمن مبارکپوری حضرت محمد ﷺ کی ہجرت کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ ۱۲ / ۱۳ ستمبر 622ء کو آپ ﷺ نے مکہ سے غارِ حرا کی طرف ہجرت کا آغاز کیا۔ یکم ربیع الاول / 16 ستمبر کو غار حرا سے مدینے کی جانب ہجرت فرمائی ۱۴ ربیع الاول 1ھ / 23 ستمبر کو قباء میں تشریف فرما ہوئے، اور ۲۴ ستمبر ۶۲۲ء کو مدینہ منورہ میں تشریف آوری ہوئی۔[41]

---

[37] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, p. 60.

[38] Al-Quran,05:67

[39] ʻAbd al-Razzāq aṣ-Ṣanʻānī, Musannaf ʻAbd al-Razzāq (Bayrūt: al-Maktab al-Islāmī, 1410 AH), vol. 2, p. 244.

[40] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥazrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, p. 60.

[41] Ṣafī-ur-Raḥmān Mubārakpūrī, Maulānā, Al-Raḥīq Al-Makhtūm, Al-Maktaba al-Salafiya, Lahore, 2002, Iṣdār ṯālīṯ, Ṣafḥāt 229-232.

۱۳۔ اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق وخصائل کے متعلق غلط بیانی:

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق کے متعلق تشکیک کا اظہار جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ سیدہ رقیہ بنت رسول ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہ کے نکاح کی پیشکش حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اس انکار کی وجہ بیان کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ اخلاق کے لحاظ درشت خو اور تیز مزاج تھی، حضرت عثمان غنی تو کجا کوئی شخص بھی ان سے عقد نکاح کرنے پر راضی نہ ہو تا تھا۔ یہ معاملہ پیغمبر اسلام ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تیری بیٹی کو عثمان سے بہتر شوہر ملے گا۔ بعد ازاں آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔"[42]

ذہبی کا مؤقف ہے کہ:

موصوف نے ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق جمیلہ کے متعلق معاندانہ رویے کے پیش نظر تشکیک کا اظہار کیا ہے۔ کتب سیر میں کہیں بھی ایسی بات نہیں ملتی بلکہ آپ کے اخلاق جمیلہ کو بہترین پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ "سیر اعلام النبلاء" اور "الاصابہ فی تمییز الصحابہ" میں آپ کے عالی قدر اخلاق کے متعلق یوں روایات ملتی ہیں :

" آپ رضی اللہ عنہا اسلام سے قبل سفار نگار تھیں۔ راتوں کو عبادت کرنے والی اور دن کو روز در رکھنے والی تھیں۔ حضور نبی کریم کی بارگاہ میں ایک دن جبریل امیں آپ رضی اللہ عنہا کی شان میں یوں عرض گزار ہوئے: یہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والی رات کو بہت زیادہ قیام کرنے والی اور جنت میں بھی آپ کی اہلیہ ہیں۔ اسی طرح آپ کے متعلق یہ بھی تعریفی کلمات ملتے ہیں کہ آپ حق گوئی، حاضر جوابی اور فہم و فراست جیسی عمدہ صفات کی حامل تھیں۔ یہ سب کچھ اپنے والدین کی تربیت سے پایا تھا۔"[43]

۱۳۔ اُحد کی فتح کو شکست قرار:

مصنف لکھتے ہیں کہ اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ اور اس شکست سے مسلمانوں کا بہت نقصان ہوا۔ مصنف لکھتے ہیں کہ:

"اس لڑائی میں شکست کھانے سے مسلمانوں کا بہت نقصان ہوا۔"[44]

شبلی نعمانی کا مؤقف:

مستشرقین کے ساتھ ساتھ بہت سے مسلمان سیرت نگاروں نے بھی احد کی فتح کو شکست تحریر کر دیا ہے جو بالکل بے بنیاد ہے احد میں مسلمانوں کا جانی نقصان بہت ہوا لیکن یہ تصور کرنا کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی سراسر غلط ہے اگر شکست ہوئی ہوتی تو ابوسفیان کا لشکر مدینہ سے فرار نہ ہوتا اور مسلمان اُن کے تعاقب میں حمراء اسد تک پیچھا نہ کرتے۔[45]

۱۴۔ مقتولین بنو قریظہ کی تعداد میں غلط بیانی:

مصنف نے مقتولین بنو قریظہ کی تعداد میں غلط بیانی کی ہے۔ مقتولین بنو قریظہ کی تعداد کے متعلق مصنف لکھتے ہیں:

---

[42] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥaḍrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, Ṣafḥa 74.

[43] Al-Dhahabī, Shams al-Dīn Muḥammad bin Aḥmad bin ʿUthmān, Sīr Aʿlām al-Nubalā, Dār al-Fikr, Bayrūt, Lubnān, 1997, Volūm 2, Ṣafḥa 223.

[44] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥaḍrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, Ṣafḥa 77.

[45] Shiblī Nuʿmānī, ʿAllāma, Sīrat-un-Nabī (PBUH), Ṣafḥa 341.

"ان کی تعداد250 تھی ۔"[46]

ابن ہشام کا موقف:

جبکہ ابن ہشام کے مطابق مقتولین بنو قریظہ کی تعداد600سے700تک تھی۔[47]

۱۵۔ حضور ﷺ کی امتیازی رفعتوں کا موازنہ:

مصنف لکھتے ہیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی امتیازی رفعتوں کا موازنہ انبیاء کرام سے نہ کریں بلکہ بادشاہوں سے کریں۔اس کے متعلق مصنف لکھتے ہیں:

"جو لوگ حضرت ﷺ کی امتیازی رفعتوں کا موازنہ حضرت مسیح علیہ السلام یا دیگر مذہبی پیشواؤں سے کرتے ہیں، غلطی کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ پر ایسے حالات آئے انہیں اپنے متبعین کی حفاظت کے لیے حکومت ہاتھ میں لینا پڑی۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ ان کا خاندان و قبیلہ کعبے کی متولی کی حیثیت سے امتیازی شان رکھتا تھا عرب و عجم کے سربراہانِ ممالک گردنیں جھکاتے تھے۔ یہ بادشاہت تو خدا تعالیٰ نے انہیں پہلے ہی دے رکھی تھی کہ جب چاہیں کسی کو زندگی دیں جب چاہیں کسی کی زندگی چھین لیں۔ اہل عقل و خرد کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا موازنہ دنیا کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں سے کرنا چاہئے نہ کہ تارک الدنیا درویشوں سے۔ ان دونوں طریق میں بہت زیادہ فرق ہے۔"[48]

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ:

متذکرہ عبارت میں موصوف نے معاندانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ میں تشکیک کا اظہار کیا ہے۔ دنیا جانتی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے انسانیت کی جس طرح قدر قدر کرنا سکھائی ایسی تعلیم دنیا کے کسی مصلح نے نہیں دی۔ آپ ﷺ نے یتیموں، بے سہاروں کو سہارا دیا۔ اُن کو جینے کا ڈھنگ سکھایا۔ معاشرے کے ناداروں، غلاموں، کنیزوں الغرض معاشرے کے ہر مفلوک الحال کی دادرسی فرمائی، ان کو نئی زندگی دی، اسلام سے قبل غلاموں کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ انہیں جانوروں سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا۔ انہیں تمام حقوق انسانی سے محروم رکھا جاتا تھا۔ ان سے مویشیوں اور چوپایوں کا سا کام لیا جاتا اور مال وزر کی طرح ان کی خرید فروخت کی جاتی تھی لیکن نبی کریم ﷺ کی رحمت و شفقت نے آقا و غلام، شاہ و گدا اور امیر و غریب کے تمام فرق کو مٹایا اور سب کو برابر کے حقوق دیئے۔[49]

۱۶۔ صلح نامہ حدیبیہ کے وقت نبی کریم ﷺ نے حج کی ادائیگی کی:

مصنف نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ حج کیلئے تشریف لے گئے تھے جب صلح نامہ حدیبیہ کا معاہدہ ہوا حالانکہ نبی کریم ﷺ عمرے کی غرض سے مکہ تشریف لے گئے تھے۔ مصنف لکھتے ہیں کہ:

---

[46] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥaḍrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, Ṣafḥa 93.

[47] Ibn Hishām, Sīrat un-Nabī (PBUH) (Mutarjim: Sayyid Yāsīn Ḥasanī Nizāmī Dehlavī), Ṣafḥa 112.

[48] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥaḍrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, Ṣafḥa 93.

[49] Ibn al-Athīr, ʻIzz al-Dīn Abū al-Ḥasan ʻAlī bin Muḥammad bin al-Karām al-Shaybānī, Al-Kāmil fī al-Tārīkh, Nūr Publications, Lahore, 1997, Volūm 3, Ṣafḥa 332.

"کعبہ کے سالانہ میلہ کا وقت بھی قریب آن پہنچا تھا۔ عرب میں ہر ایک طرف سے اس کے گھر کے گرد طواف کرنے اور تجارت سے نفعہ اٹھانے کی غرض سے تمام قومیں جارہی تھیں۔ اہل اسلام نے بھی اپنے قومی معبد کی زیارت کی خواہش کی۔ اور اسی وقت مہاجرین اور انصارین میں سے ڈیڑھ ہزار کے قریب زائر ساتھ چلنے کو راضی ہوگئے۔ سفر کی تیاری کی گئی۔ اور سب کے سب بے ہتھیار اس مقدس گھر کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔"[50]

برہان الدین حلبی لکھتے ہیں:

سیرت کی مختلف اور بنیادی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اس وقت عمرے کی غرض سے گئے تھے۔ سیرت حلبیہ میں برہان الدین حلبی لکھتے ہیں کہ مسلمان حدیبیہ میں قیام کئے ہوئے تھے اور مشرکوں نے ان کو مکے میں داخل ہونے اور بیت اللہ کا طواف کرنے سے روک دیا جو عمرہ کرنے کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔[51]

۱۷۔ نبی کریم ﷺ نے اُم حبیبہ سے نکاح کرتے ہوئے فائدے کو مدِ نظر رکھا:

مصنف نے نبی کریم ﷺ کا اُم حبیبہ سے نکاح کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ان سے نکاح کرتے ہوئے فائدے کو مد نظر رکھا لکھتے ہیں کہ:

"حضرت نے اس تعلق میں ایک بہت بڑا فائدہ دیکھا۔ انہوں نے سوچا کہ اس شادی سے مجھ میں اور ابوسفیان میں ایک نہایت قریبی رشتہ قائم ہو جائیگا۔ اور پرانی عداوت جاتی رہے گی۔"[52]

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں کہ:

ابوسفیان اور اس کی بیوی ہندہ، اسلام کے بدترین دشمنوں میں سے تھے لیکن ان کے گھر میں پیدا ہونے والی اور ان کے آغوش میں نشوو نما پانے والی ام حبیبہ ان خوش بخت خواتین میں سے تھیں جنہوں نے اسلام کے بالکل ابتدائی ایام میں نور ایمان سے اپنے دل اور اپنے سینہ کو منور کیا۔ یہ اپنے خاوند عبید اللہ بن جحش کے ہمراہ ہجرت کر کے حبشہ گئیں۔ کچھ عرصہ بعد عبید اللہ مرتد ہو کر عیسائی بن گیا اور وہیں مر گیا لیکن ام حبیبہ اپنے ایمان پر ثابت رہیں۔ 5 ہجری میں حضور سرور عالم ﷺ نے اپنے بدترین دشمن ابوسفیان کی بیٹی کی بیوگی اور غریب الوطنی پر ترس کھاتے ہوئے نجاشی شاہ حبشہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ام حبیبہ کا نکاح حضور کے ساتھ پڑھا جائے۔[53]

۱۸۔ نبی کریم ﷺ کا حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ سے نکاح حضرت خالد بن ولید سے تعلقاتِ قریبہ پیدا کرنے کیلئے:

مصنف لکھتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ سے نکاح حضرت خالد بن ولید سے تعلقاتِ قریبہ پیدا کرنے کیلئے کیا لکھتے ہیں کہ:

"اس وقت محمد صاحب نے قبیلہ قریش کی ایک بڑھیا عورت سے جسکا نام میمونہ تھا نکاح کیا۔ یہ نکاح خالد بن ولید کے ساتھ تعلقات قریبہ پیدا کرنے کے لئے کیا گیا۔"[54]

---

[50] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥaḍrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, Ṣafḥa 96.

[51] Ḥalabī, ʻAlī bin Burhānuddīn Ḥalabī, ʻAllāma, Sīrah Ḥalabiyyah (Mutarjim: Mawlānā Muḥammad Aslam Qāsmī), Ṣafḥāt 78-79.

[52] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥaḍrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, Ṣafḥa 103.

[53] Al-Azharī, Muḥammad Karam Shāh, Ziyā-ul-Nabī (PBUH), Ṣafḥāt 93-94.

[54] Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥaḍrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, Ṣafḥa 104.

امام حلبی لکھتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ بنت حرث ہلالیہ سے نکاح کیا ان کا نام برہ تھا پھر آپ ﷺ نے ان کو میمونہ نام دیا۔ یہ حضرت عباس کی بیوی اُم فضل کی بہن تھیں اسی طرح یہ اسماء بنت عمیس کی ماں شریک بہن تھیں جو حضرت حمزہ کی بیوی تھیں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ وہ ہیں جنہوں نے خود کو آنحضرت ﷺ کیلئے ہبہ کر دیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو پیام دے کر بھیجا کہ آپ ﷺ ان سے شادی چاہتے تھے، جبکہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو نکاح کی اجازت دی ہوئی تھی، انہوں آپ کی شادی نبی کریم ﷺ سے کر دی۔[55]

امام قسطلانی لکھتے ہیں کہ:

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پیش کیا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نکاح ان تک پہنچا اور وہ اپنے اونٹ پر تھیں تو انہوں نے کہا اونٹ اور جو کچھ اس پر ہے، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔[56]

چنانچہ ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے جس سے بھی نکاح کیا بغیر کسی فائدے کے کیا آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے سوا تمام ازدواج سے جب نکاح کیا تو آپ ﷺ کے نکاح میں آنے سے پہلے بیوہ تھیں ان سے ہمدردی اور رحم کے سبب نکاح کیا اور سہارا دینے کیلئے نکاح کیا۔

۱۹۔ ابوسفیان کے قبولِ اسلام کے بعد بیوی کے رویے کے متعلق من گھڑت بات:

مصنف ابوسفیان کے قبول اسلام کے بعد بیوی کے رویے کے متعلق من گھڑت بات لکھتے ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر ابوسفیان نے اسلام قبول کیا اور جب مکہ واپس اپنے گھر آیا تو مصنف ان کی بیوی ہند کے متعلق لکھتے ہیں :

”ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے جب یہ سنا کہ اس کا شوہر مسلمان ہو گیا ہے وہ دوڑتی ہوئی آئی، ابوسفیان کی داڑھی پکڑ کر جوتیوں سے پیٹا۔ اس قدر پیٹا کہ برا حال کر دیا۔ اور لوگوں سے کہا: اے آلِ غالب! تمہاری غیرت کہاں گئی ہے؟ اس بڑھے بیوقوف کو خوب مارو اور ذلیل کرو۔ لوگوں میں آکر کیا بے ہودہ باتیں بکتا ہے۔“[57]

الکامل فی التاریخ میں یہ ملتا ہے کہ ابوسفیان کی بیوی ہند نے اسے برا بھلا کہا لیکن اس قسم کی کوئی روایت نہیں ملتی کہ ابوسفیان کو جوتیوں کے ساتھ پیٹا گیا ہو۔ اس کے علاوہ ابوسفیان کی بیوی کا نام "ہندہ" لکھا گیا ہے۔ یہ غلطی مسلم سیرت نگاروں کے ہاں بھی ملتی ہے جو کہ غلط ہے۔ اس کا صحیح نام ”ہند“ تھا۔[58]

---

55 Ḥalabī, ʿAlī bin Burhānuddīn Ḥalabī, ʿAllāma, Sīrah Ḥalabiyyah (Mutarjim: Mawlānā Muḥammad Aslam Qāsmī), Volūm 5, Ṣafḥāt 203-204.

56 Qasṭalānī, Aḥmad bin Muḥammad bin Abī Bakr, Imām, Al-Mawāhib al-Dunyā bil-Manh al-Muḥammadīyah (Tarjama: ʿAllāma Muḥammad Ṣiddīq Ḥāzarvī), Farīd Book Stall, Lahore, 2011, Iṣdār doyam, Volūm 1, Ṣafḥa 567.

57 Shradhe Prakāsh Dev, Biography of Ḥaḍrat Muḥammad Ṣāḥib Founder of Islam, Ṣafḥa 111.

58 Ibn al-Athīr, ʿIzz al-Dīn Abū al-Ḥasan ʿAlī bin Muḥammad bin al-Karām al-Shaybānī, Al-Kāmil fī al-Tārīkh, Volūm 2, Ṣafḥa 105.

خلاصہ بحث:

شر دھے پر کاش دیو کی کتاب **"سوانح عمری حضرت محمد صاحب بانی اسلام"** ایک بے تعصبانہ اور دوستانہ انداز میں لکھی گئی تحریر ہے۔ مصنف نے اس میں نبی کریم ﷺ کی زندگی کو تاریخی واقعات کی حیثیت سے جانچنے کی کوشش کی ہے۔ اور بات کا بر ملا اظہار کرتے ہیں کہ جو واقعات اس کتاب میں درج کیے گئے ہیں ان کی خاطر خواہ چھان بین کی گئی ہے۔ اس کتاب کے لکھنے کا جو مقصد مصنف نے بتایا ہے اور جو نبی کریم ﷺ کے حالاتِ زندگی اور واقعات کے متعلق غلط بیانیاں کی گئی ہیں، کافی حد تک ان کو رفع کیا گیا ہے۔ کتاب میں نبی کریم ﷺ کے ایک بھی معجزے اور وحی کا ذکر نہیں کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف معجزات اور وحی کے قائل نظر نہیں آتے ہیں۔ کتاب "سوانح عمری حضرت محمد صاحب بانی اسلام" کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف شر دھے پر کاش دیو سیرت کے اہم اور اسلامی مآخذ نے نا آشنا ہیں، مصنف عربی زبان سے واقف نظر نہیں آتے مصنف نے نبی کریم ﷺ کے حالات و واقعات کو تحریر کرنے میں ثانوی مآخذ کا سہارا لیا ہے، کتاب میں بیشتر عبارتیں مغربی مصنفین کی کتب سے لکھی گئی ہیں۔ مزید اس کے علاوہ مصنف نے اسلامی کتب اور مؤرخین کے حوالہ جات دینے سے گریز کیا ہے۔ مصنف نے نبی کریم ﷺ کی مبارک شانوں کا دفاع کیا ہے لیکن معاندانہ رویے کے پیشِ نظر اسلام کے بنیادی احکام اور نبی کریم ﷺ کی مبارک سیرتِ طیبہ کو متشکک بنانے کی لاحاصل کوشش بھی کی گئی ہے۔